ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.7,Issue No.1 (2025)
(January to March)

پروین شاکر کی شاعری میں تانیثی رجحان کی عکاسی

Reflection of Feminist Tendencies in Parveen Shakir's Poetry

ڈاکٹر سعیدہ حسین آفریدی
لیکچرار، شعبہ اُردو، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج خالصہ، پشاور
ڈاکٹر محمد امتیاز
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج آف منیجمنٹ سائنسز جلوزئی، نوشہرہ

Dr. Saeeda Hussain Afridi
Lecturer, Department of Urdu, Govt. Girls Degree College, Khalisa , Peshawar
Dr. Muhammad Imtiaz
Associate Professor, Department of Urdu Govt. College of Management Sciences Jallozai Nowshera

Abstract:
Parveen Shakir is a distinguished poet of Urdu literature who introduced diverse themes in her poetry, one of which is feminist consciousness. This consciousness is evident throughout her poetry. By incorporating this dimension into her work, she expanded the scope of Urdu literature. Parveen Shakir is regarded as one of the boldest poets of her time, who, through her poetry, represented a purely feminine voice, a captivating style, and profound thought. She eloquently depicted the helplessness of women and their issues with remarkable finesse. Her feminist voice holds a distinct identity and stature. Within her verses lies a suppressed cry of womanhood, emerging from a restless soul. She is both a delicate flower and a sharp sword, wielded in defense of women's voices. Parveen Shakir immortalized feminine emotions and sentiments by infusing her words with fragrance. Her poetry artistically expresses the fragmentation of a feminine existence, which becomes evident as a result of intense love.

Keywords: Feminism, Parveen Shakir, nineteenth century, Exploitation, feminine existence, intense love

اُردو شاعری کے میدان میں پروین شاکر کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ پروین شاکر کا شمار جدید دور کی ممتاز شاعرات میں ہوتا ہے۔ انھوں نے بہت ہی قلیل مدت میں اردو شاعری کے میدان میں اپنا لوہا منوایا اور وہ شہرت و مقبولت حاصل کی جو بہت کم شاعرات کو نصیب ہوئی۔ اپنی مختصر سی زندگی میں انھوں نے اردو دنیا کو پانچ بیش بہا شعری مجموعے بعنوان خوشبو، صدبرگ، خود کلامی،

کف آئینہ اور انکار عطا کیے۔ ڈاکٹر محمد تنویر ان کی پذیرائی کے متعلق اپنی رائے یوں دیتے ہیں:

"اردو شاعری میں پروین شاکر کو جو مقام ملا، حقیقت میں وہ اس کی مستحق تھیں۔"(۱)

پروین شاکر کی شاعری کا اسلوب اور مخصوص لب و لہجہ اسے ایک ممتاز حیثیت عطا کرتا ہے۔ ان کی شاعری میں نغمگی، روانی اور شگفتگی پائی جاتی ہے۔ پروین شاکر کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کی شاعری نسوانی ہمدردی اور مشرقی روایات میں قید بے کس اور بے بس عورت کی داستان سناتی معلوم ہوتی ہے۔ یعنی پروین شاکر اپنی تانیثی آواز میں ایک منفرد و پہچان اور مقام رکھتی ہے۔ پروین شاکر کی تانیثیت سے مملو شاعری انفرادی جذبات و احساسات اور لہجہ کی سنجیدہ علامت ہے۔ جس میں مشرقیت کی دھیمی دھیمی آنچ پوشیدہ ہے۔ ڈاکٹر طاہر پروین رقم طراز ہیں:

"پروین شاکر کا رنگ بھی ذرا مختلف ہے۔ وہ اپنی علامتوں کے ذریعے عورت کے دکھ درد کو اچھی طرح بیان کرتی ہیں۔ جو نئی عورت کے لیے ایک بہت بڑا Tribute یعنی ہدیہ عقیدت ہے۔"(۲)

تانیثیت کے حوالے سے پروین شاکر کی شاعری، لب و لہجہ اور انداز بیان بطور اردو شاعر ممتاز مقام رکھتی ہے۔ انھوں نے غزل و نظم دونوں میں مختلف حیثیتوں میں تانیثی اظہار خیال کی بہتر ترجمانی کی ہے۔ اس ضمن میں اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا ہے۔ ان کی تانیثی رجحان کے بارے میں فاطمہ حسن رائے کا اندراج ان الفاظ میں کرتی ہیں:

"پروین شاکر کا نام اردو شاعری کے حوالے سے ایک خاص ادبی اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے ان لہروں کو محسوس کیا جو مغرب سے مشرق کی طرف آرہی تھیں اور اس میں نسائی شعور کی لہر سب سے زیادہ طاقتور تھی۔ پروین شاکر کی شاعری میں ان لطیف جذبات اور مخصوص کیفیات کا اظہار ہے۔"(۳)

پروین شاکر کی شاعری نسائی حسیت کی علمبردار ایسی شاعری ہے جو نوخیز لڑکی کے ساتھ باشعور عورت کے تصورات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئی ہے۔ ایک ایسی عورت جو تعلیم یافتہ بھی ہو اور حساس بھی اور خود آگاہی کے جذبے سے لبریز بھی۔ نسائی مسائل کی فکر و آگاہی کا ایک پہلو ازدواجی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو موضوع سخن بنایا۔ ایک طرف گھریلو زندگی پر آسائش اور شریک سفر میسر ہے لیکن دوسری طرف شریک حیات کی خصوصی توجہ اور محبت سے محرومی کا عنصر پایا جاتا ہے۔ ذہنی کشمکش اور دلی کرب کی بدولت میاں بیوی کے درمیان دوریاں جنم لیتی ہیں۔ یہی دوری بڑھ کر رنجشوں اور مزید بڑھ کر بے مروتی کی حدوں کو چھو لیتی ہے۔ میاں بیوی کے تعلق میں مرد کی حاکمیت اور عورت کی مغلوبیت کے پہلو کے متعلق ہادی سرمدی لکھتے ہیں:

"پروین شاکر عورت کی اس بے بسی اور لاچاری کی تصویر کشی کرتی ہے کہ مرد کے سوا اس کی کوئی اپنی پہچان نہیں کہ عورت ذات پر مرد کی حاکمیت اب بھی جاری و ساری ہے۔"(۴)

پروین شاکر کی نسائیت اور نسائی اظہار میں معنوی سطح پر تہ داری پائی جاتی ہے۔ ان کی شاعری میں ذات کا کرب اور داخلی جذبات کی فطری خواہشوں کا سنگم موجود ہے۔ ذہنی کرب کے اس اظہار میں پروین شاکر کئی مرحلوں سے گزرتی ہیں۔ ان کے ہاں اس

ضمن میں دو جہتیں ملتی ہیں۔ ایک جہت وہ جس میں وصال میسر ہے، اس جہت میں وہ مور بن کر ناچتی ہیں۔ دوسری جہت وہ جس میں وصال نصیب نہیں ہوتا۔ اس جہت میں ان کے ہاں ادھوری زندگی اور احساس زیاں کا عنصر پایا جاتا ہے۔ یہیں پر ان کی تانیثی فکر اُمڈ کر منظر عام پر آتی ہے۔ شعری مثال ملاحظہ ہو:

میں وہ لڑکی ہوں
جس کو پہلی رات
کوئی گھونگھٹ اٹھا کے یہ کہہ دے
میرا سب کچھ تیرا ہے دل کے سوا(۵)

پروین شاکر کو اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ عورت مرد کے مقابلے میں کسی بھی لحاظ سے کم تر نہیں۔ مگر آج تک عورت کی اپنی کوئی پہچان نہیں بن سکی۔ اس کی تمام سوچیں، خیالات اور فکر اب بھی اس مرد کے تابع ہوتے ہیں جسے تقدیر اس کا مالک بنا دیتا ہے۔ تانیثیت کا یہی تصور ان کی شاعری کی شناخت ہے۔ پروین شاکر کا تعلق چونکہ جدید معاشرے اور ماحول سے تھا جہاں خواتین کی ناگفتہ بہ حالت میں تنوع ملتا ہے۔ حصول تعلیم کے ساتھ طبقہ نسواں کو اندرون خانہ پابندیوں کے حصار جکڑا گیا ہے۔ ان کے نزدیک جنس کی بنا پر امتیازی سلوک ختم ہو اور مساوات قائم ہو جس میں یکساں حقوق کی ادائیگی ممکن ہو۔ لیکن جدید طرز حیات میں معاشرتی نظام کا غیر متوازن رویہ عدم تکمیل کا باعث بنتا ہے۔ اس ادراک اور ان احساسات کی بدولت پروین شاکر کی شاعری خواتین کے نرم و نازک جذبات سے مملو ارتقائی زینے چڑھتی ہے۔ ایک شعری مثال:

پھولوں اور کتابوں سے آراستہ گھر ہے
تن کی ہر آسائش دینے والا ساتھی
آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا بچہ
لیکن اس آسائش اور ٹھنڈک کے رنگ محل میں
جہاں کہیں جاتی ہوں
بنیاد دل میں بے حد گہری چنی ہوئی
اک آواز برابر یہ گریہ کرتی ہے
مجھے نکالو!
مجھے نکالو!(۶)

پروین شاکر نے خواتین کے جن مسائل کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا وہ بے حد سنجیدہ اور قابل غور ہیں۔ پدرانہ نظام اور جبر کے زیر اثر خواتین کی اصل تصویر کو پیش کرنا اور عورت کے سیاسی، سماجی اور مذہبی دشواریوں، آزمائشوں، گھریلو مسائل اور امور خانہ داری، تنگ نظری و تعصبات پر احتجاجی رویہ پروین شاکر کی شاعری کے اہم پہلوں ہیں۔ دیگر تانیثیت کی علمبردار شاعرات اور پروین شاکر میں فرق یہ ہے کہ ان کے ہاں احتجاجی لحن شدید نہیں ہے۔ پروین شاکر ان موضوعات کو شائستہ اور مترنم انداز میں بیان کرتی ہیں۔ ان کی شاعری کا بنیادی محور اور موضوع عورت کی مکمل آزادی ہے۔ وہ عورت کو غیر متعلق جکڑ بندیوں سے آزاد دیکھنا چاہتی ہیں ،جو اپنے طور پر اپنی زندگی جی سکے۔

پروین شاکر مرد کے غیر منصفانہ رویے سے متنفر ضرور ہیں لیکن مرد سے نفرت کا اظہار کبھی نہیں کیا۔ ایک خوبصورت نظم:

میرا بھی ایک سورج ہے
جو میرا تن چھوڑ کر مجھ میں
قوس قزح کے پھول اگائے
ذرا بھی اس کا زاویہ بدلا
اور میں ہو گئی
پانی کا ایک سادہ قطرہ
بے منظر و بے رنگ (۷)

شاعرہ پروین شاکر اور خاتون پروین شاکر ایک عورت کے دو روپ ہیں۔ جن میں دو متضاد رویے نظر آتے ہیں۔ پروین شاکر جب عورت کے مسائل اور اس کے سماجی حالت پر غور کرتی ہیں تو یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہیں کہ کیا عورت کی سماج میں حیثیت ایک بے جان کھیلونے جیسی ہے۔ اسے ان رشتوں میں قید ہونا پڑتا ہے جن کو وہ پسند نہیں کرتی۔ پروین شاکر کے ہاں یہ موضوع ان کی کئی نظموں اور غزلوں کے اشعار میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ ان میں "کنیادان"، "نک نیم" وغیرہ نمایاں ہیں۔ ایک شعری مثال ملاحظہ ہو:

وقت کے جبر کے سامنے
چپ کھڑی مامتا
اپنی نازوں کی پالی کی خاطر
بڑے صبر سے
ایک مجبور ہرنی کی صورت وہ چن لائی ہے
اک ذرا کم ضرر بھیڑیا (۸)

پروین شاکر کی شاعری میں ایسی عورت کی کہانی پائی جاتی ہے جو سماج کے فرسودہ رسم و رواج کی پابندیوں اور نسائی مسائل میں گری نظر آتی ہے۔ عورت کے معصوم جذبوں کی ٹیس، ذہنی و جسمانی تضاد، تشنہ لبی اور آبلہ پائی کی تلخ حقیقت کی بازیافت سنجیدہ اور گہرے شعور کو متاثر کرنے میں حائل ہے۔ اس ضمن میں چند اہم نظمیں ورکنگ وومن، کنیادان، روز سیاہ، مار گزیدہ، ایک معقول نکاح، خاکم بدہن، نک نیم، ہاں ابھی دعائے نور پڑھی جا سکتی ہے، شگون وغیرہ ہیں۔

معصومیت اور حماقت میں پل بھر کا فاصلہ ہے
میری بستی میں پچھلی برسات کے بعد
اک ایسی اعصاب شکن خوشبو پھیلی ہے
جس کے اثر سے
میرے قبیلے کے سارے زیرک افراد
اپنی اپنی آنکھوں کی جھلی مٹیالی کر بیٹھے ہیں
سادہ لوح تو پہلے ہی

سرکنڈوں اور چنبلی کے جھاڑوں کے پاس
بے سدھ پائے جاتے تھے
ذہن کے اندر گھلتے ہی
نیم کے پتوں کا یوں برگ گلاب ہو جانا تو مجبوری تھی
حیرت تو اس بات پہ ہے کہ
اگ کے پودوں کی وجودگی کے باوصف
وارث تسنیم و کوثر
ایسی لعاب آلود مٹھاس کو آب حیات سمجھ بیٹھے ہیں
معصومیت اور حماقت میں پل بھر کا فاصلہ ہے (۹)

پروین شاکر کی شاعری میں ایسے نسائی کردار کی عکاسی بھی ملتی ہے جو مرد کے بہلانے پھسلانے سے اس کے فریب کا شکار ہے۔ عشق کے والہانہ تصور کی وجہ سے عورت جلد مرد کی طرف سے مطمئن ہو جاتی ہے۔ پروین شاکر کے یہاں محبوب کی دل نوازی اور توجہ پر شعری کردار کا رواں رواں کھل اٹھتا ہے۔ لیکن یہ پل بھر کی خوشی جلد ختم ہو جاتی ہے۔ دل شکنی کا کرب اور جذبات کی شدت نسائی چیخ اور سسکیوں میں غم و غصہ کا اظہار کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اس نسائی شکست کو پروین شاکر اپنی شاعری میں لاتی ہے۔ پروین شاکر نے جہاں اپنی شاعری میں حسن و عشق کی رومانی فکر انگیزیوں اور جمالیاتی تاثر کو پیش کیا ہے۔ عورت کی سماجی و سیاسی تصویر بھی بنائی ہے۔ پروین شاکر نے خواتین کی فطری کیفیت، ذہنی انتشار کے اسباب و وجوہات، سماجی رویوں کے پیچ و خم اور عورت کی متضاد جنسی کیفیات میں جھانک کر نسائی تصورات کا جائزہ لیا ہے۔ نظم ورکنگ وومن اس حوالے سے اہم ہے:

سب کہتے ہیں
کیسے غرور کی بات ہوئی ہے
میں اپنی ہریالی کو خود اپنے لہو سے سینچ رہی ہوں
میرے سارے پتوں کی شادابی
میری نیک کمائی ہے
میرے ایک شگوفے پر بھی
کسی ہوا اور کسی بارش کا بال برابر قرض نہیں ہے
میں جب چاہوں کھل سکتی ہوں
میرا سارا روپ میری اپنی دریافت ہے
میں اب ہر موسم سے سر اونچا کر کے مل سکتی ہوں
ایک تناور پیڑ ہوں اب میں
اور اپنی زرخیز نمو کے سارے امکانات کو بھی
پہچان رہی ہوں

لیکن میرے اندر کی یہ بہت پرانی بیل
کبھی کبھی جب تیز ہوا ہو
کسی بہت مضبوط شجر کے تن سے لپٹنا چاہتی ہے (۱۰)

نظم "ورکنگ وومن" میں عورت کی مختلف صورت حال کو نمایاں کیا گیا ہے۔ جس میں سماجی ذہنیت اور عورت کی ذمہ داریوں کا عکس شامل ہے۔ اس طرح نظم "خلش" اور "اتنا معلوم ہے" میں عورت کی مخصوص نفسیات اور ذہنی دباؤ و پیچیدگیوں کو پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح نظم "مجھے مت بتانا" میں بھی اسی جذباتی عورت کی ذہنی و نفسیاتی احساس کو ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پروین شاکر کی تانیثی شاعری میں مزاحمت اور احتجاج کا رنگ موجود ہے۔ لیکن اس میں اتنی شدت نہیں کہ تلخی کی حدوں چھو جائے۔ مجموعہ "انکار" اور "خود کلامی" میں احتجاج اور مزاحمت کا رنگ گہرا ہوتا نظر آتا ہے۔ ایک شعری مثال:

بھیڑ ہے!
میرے چاروں طرف بھیڑیے
آنکھیں، حلقوں سے باہر
زبانیں بھی نکلی ہوئی
دھونکنی کی طرح سانس چلتی ہوئی
میرے اطراف حلقہ کیے
میری ایک لمحے کی غفلت کے یوں منتظر
جس طرح کوئی ماہر شکاری
دانہ و دام بھی
سنگ الزام بھی
جاہ و انعام بھی
جاں حاضر ہے ہر شکل کا
پر میرے گرد
ایسا الاؤ ہے روشن
کہ ہر جبلہ و فکر کے باوجود
یہ درندے
فاصلے کو نبھانے پر مجبور ہیں
بھیڑیے آگ میں پاؤں رکھتے نہیں (۱۱)

احتجاج کی یہ شدت نظم "ٹماٹر کیچپ" میں بھی نظر آتی ہے۔ اس نظم میں گھر اور باہر کی دنیا میں عورت کی سخت آزمائشوں اور عزت نفس کے خطرات کو مختلف اصطلاحات کی مدد سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ پروین شاکر کی نظموں اور غزلیات کے اشعار میں متوسط اور اعلی طبقے کی عورتوں کے گھریلو اور سماجی گھٹن کا احساس ہوتا ہے۔ ان کی شاعری میں نسوانی کردار اعلیٰ اور متوسط

طبقے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہاں عورت جدید خیالات و تصورات کے لحاظ سے مردوں کے شانہ بشانہ چلتی پھرتی، اٹھتی بیٹھی اور معاشی سرگرمیاں سرانجام دیتی نظر آتی ہے۔

اس کے علاوہ متوسط طبقے کی جکڑی ہوئی عورت کی کہانی بھی معاشرتی سختیوں کے ساتھ ملتی ہے۔ پروین شاکر کی شاعری میں عورتوں کے جو مسائل بیان ہوئے ہیں۔ وہ سب احتجاجی لے بیان ہوتے ہوئے ملتے ہیں۔ اب تک جن مسائل کی ترجمانی پروین شاکر نے اپنی شاعری میں کی ہے۔ اس کی نوعیت مجموعی طور پر مشاہداتی و تجرباتی ہے، یعنی نہ صرف انھوں نے معاشرے میں دیکھے بلکہ خود بھی گزری ہیں۔ اس ضمن میں پروین شاکر عورت کو فطری طور پر محسوس کرانے کا ادراک رکھتی ہے۔ وہ فطری طور پر عورت کو آزاد دیکھنا چاہتی ہیں۔ ان کے خیال میں در و دیوار میں قید عورت کے لیے یہ کسی سزا سے کم نہیں کہ وہ مرجھائے ہوئے پھول کی مانند رہے۔ نظم "بنفشے کا پھول" میں اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہیں:

وہ پتھر پہ کھلتے ہوئے خوبصورت بنفشے کا ننھا سا اگا ہوا پھول
جس کی سانسوں میں جنگل کی وحشی ہوائیں سمائی ہوئی تھیں
اس کے بے ساختہ حسن کو دیکھ کر
اک مسافر بڑے پیار سے توڑ کر اپنے گھر لے گیا
اور پھر
اپنے دیوان خانے میں رکھے ہوئے کانچ کے خوبصورت گلدان میں
اس کو ایسے سجایا
کہ ہر آنے والے کی پہلی نظر اس پر پڑنے لگی
داد و تحسین کی بارش میں وہ بھیگتا ہی گیا
کوئی اس سے کہے
گولڈ لیف اور شیننل کی نرم شہری مہک سے
بنفشے کے ننھے شگوفے کا دم گھٹ رہا ہے
وہ جنگل کی تازہ ہوا کو ترسنے لگا ہے (۱۲)

یہ نظم ازدواجی زندگی میں خواتین کے مسائل، شوہر کی ناقدری و تذلیل، ذہنی پیچیدگیوں کی گھٹن جیسے پہلو پیش کرتی ہے۔ اس نظم میں خواتین کے متعلق سماجی رویے، عورت کے خدمت گزار اور محکومیت کے تصور کے تلخ حقائق کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ اس نظم کے متعلق ہادی سرمدی لکھتے ہیں:

"پروین شاکر کی اس مظلوم عورت کو یہ احساس ہو چلا ہے کہ اب وہ ان تمام استحصال، جبر اور تشدد کو جان چکی ہے اور اب خاموشی ایک روح فرسا عمل ہے۔ اسی وجہ سے اس عورت کے دل مرد کے تئیں نفرت کی آنچ تیز ہو رہی ہے۔ اس نے سوال کرنا شروع کر دیا ہے اور یہ رویہ اور لب و لہجہ جدید عورت کی سوچ ہے اور تانیثی فکر کی ترجمان ہے۔" (۱۳)

پروین شاکر نے معاشرے کی صورت کو اپنی تخلیقات میں پیش کیا اور نسائی وجود کے اظہاریہ کو عمدہ انداز سے بتدریج پیش کیا۔ ان کی شاعری میں نسائیت اور نسائی اظہار معنوی سطح پر تہہ داری کا حامل ہے۔ انھوں نے اپنی فکری اسالیب کو نئی معنویت دینے کے لیے جو شعری تصویریں پیش کی ہیں، وہ بدلتے حالات اور سماجی جبر و ظلم کی داستان ہے۔ ان میں مردانہ استحصال بھی شامل ہے اور جنسی ناآسودگی بھی۔ پروین شاکر کی فکری اساس میں عورت کی فطرت مرد کے ساتھ معاملات کے برابر ہونے میں ہے۔ اس کے باوجود وہ عورت کے فطری حسن و محبت کے ساتھ اپنی نظم "اکیسویں صلیب" میں کچھ اس طرح بیان کرتی ہیں:

وقت نے مجھ سے کئی دان لیے
اس کی بانہیں میری مضبوط پناہیں لے لیں
مجھ تک آتی ہوئی سوچ کی راہیں لے لیں
حد تو یہ ہے کہ وہ بے حیض نگاہیں لے لیں
رنگ تو رنگ تھے خوشبوئے حنا تک لے لی
سایہ ابر کا کیا ذکر بدا تک لے لی۔۔۔۔۔۔
اور خوشبو نے مرے کان میں سرگوشی کی
رنگ کے پھول رچانے کو کاہ بھی لیکن مرے
اندر کی یہ تنہا لڑکی
رنگ و خوشبو کی سکھی بن نہ سکی۔۔۔۔۔
ہر نئی سالگرہ کی شمعیں
میرے ہونٹوں کی بجائے
شام کی سرد ہوا نے گل کیں
آج اکیسویں صلیبوں کو لہو دے کے خیال آتا ہے
اپنے بائیسویں مہماں کی کس طرح پذیرائی کروں
آج تو آنکھ میں آنسو بھی نہیں
ماں کی خاموش نگاہیں
میرے اندر کے شجر میں کسی کونپل کی مہک ڈھونڈتی ہے
اپنے ہونے سے مرے ہونے کی مربوط حقیقت کا سفر چاہتی ہے
خالص سیپی سے گہر مانگتی ہے!
میں تو موتی کے لیے گہرے سمندر میں اترنے کو راضی ہوں مگر
ایسی برسات کہاں سے لاؤں
جو میری روح کو بپتسمہ دے (۱۴)

پروین شاکر کی شاعری بنیادی طور پر نسائی جذبات و احساسات کا بہترین اظہار ہے جس میں دکھ درد، الم اور کرب کے ساتھ

مسرت آگیں جذبے کو بہ آسانی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ان کے اشعار میں ہجر اور وصال کا لطف اور احساس بہت خوبصورتی اور فنی مہارت کے ساتھ برتا گیا ہے۔ ان کی شاعری میں وصل کی خواہش کی التجا ہی نہیں ہے بلکہ ہجر کے کرب آگیں لہجے اور خود پر قابو رکھنے اور شعوری طور پر اس کی یاد کو سنبھال رکھنے کا حوصلہ بھی ملتا ہے۔

ان کی شاعری عورت اور جدید عورت کی حسیت مخصوص انداز فکر کی بنیادوں پر مبنی رہی ہے۔ نسائی ماحول میں موجود مختلف مسائل، سیاسی سماجی نامناسب اصول وضوابط کا گہرا عکس محض عورت کی ذات و شخصیت تک ہی محدود نہیں بلکہ مختلف زاویہ ہائے نظر سے انھوں نے نسائی نقطہ نظر کی بازیافت بھی کی ہے۔ ان کی شاعر کے حوالے سے ڈاکٹر طاہرہ پروین اپنی رائے دیتی ہیں:

> "پروین شاکر یہ سمجھ گئی تھی کہ جب تک یہ نظام نہیں بدلے گا اس وقت تک عورت کو بھی یہ حق نہیں مل سکتا، بلکہ عورت کو اس کا حق اس نظام کے خلاف اور اس سماجی نظام کے بدلنے میں ہی حاصل ہو سکتا ہے۔"(۱۵)

پروین شاکر نے نسائی جذبات کی پیشکش کے لیے خالص عورتوں کی زبان اور پیرایہ اظہار اپنایا۔ ڈاکٹر ممتاز الحق ان کی نسوانی جذبات کی پیشکش کے متعلق لکھتے ہیں:

> "پروین شاکر سے پہلے پاکستان کی کئی دوسری شاعرات نسوانی جذبات و احساسات کی ترجمانی کر چکی تھیں۔ پروین کو اس سلسلے میں اولیت نہیں حاصل ہے مگر ان کا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے نسوانی جذبات کو صحیح معنوں میں شاعری کی زبان عطا کی اور غزل کو انفرادی لب ولہجہ دیا۔(۱۶)

بحیثیت مجموعی پروین شاکر کی شاعری تانیثت کی مستقل روایت سے منسلک تو نہیں ہے اور نہ ہی اردو ادب میں باقاعدہ تانیثی تحریک ورجحان کی روایت موجود ہے۔ لیکن دیگر شعرا و ادبا کی طرح پروین شاکر نے بھی تانیثی اظہار اور خیال کی جہتوں کو فنکاری کے ساتھ پیش کیا۔ ان کے کلام کے تمام مجموعے ان کی تخلیقی بصیرت، فکری اور تانیثی حسیت کے جیتے جاگتے نمونے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ پروین شاکر کی شاعری تانیثی رجحان کی بہترین عکاسی کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد تنویر، ڈاکٹر، پروین شاکر کی شاعری کا تنقیدی جائزہ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ص:۹

۲۔ طاہرہ پروین، ڈاکٹر، جدید شاعرات اردو، نئی فکر اور نئے راستے، انجمن تہذیب نو پبلیکشنز، الہ آباد، ص:۵۰

۳۔ فیمنزم اور ہم، ادب کی گواہی، ادارت فاطمہ حسن، وعدہ کتاب گھر، ۱/ ۵۲، شاہ فیصل کالونی کراچی، ص:۹۳

۴۔ ہادی سرمدی، تانیثی تحریک اور جدید اردو شاعرات، مشمولہ تانیثیت اور ادب، مرتبہ انور پاشا، عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی، ۲۰۱۴ء، ص:۱۷۱

۵۔ پروین شاکر، خوشبو، نئی دہلی، شان ہند پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء، ص:۱۲۳

۶۔ پروین شاکر، انکار، اسلام آباد، مراد پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء، ص:۳۵

۷۔ پروین شاکر، خوشبو، نئی دہلی، شان ہند پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء، ص:۴۰

۸۔ ایضاً، ص:۱۴۱

۹۔ پروین شاکر، صدبرگ، لاہور، غالب پبلیشرز، ۱۹۸۰ء، ص:۱۸۶

۱۰۔ ایضاً، ص:۱۱۳

۱۱۔ پروین شاکر، انکار، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۷ء، ص:۳۶

۱۲۔ پروین شاکر، خوشبو، نئی دہلی، شان ہند پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء، ص:۱۶۶

۱۳۔ ہادی سرمدی، تانیثی تحریک اور جدید اردو شاعرات، مشمولہ تانیثیت اور ادب، مرتبہ انور پاشا، عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی، ۲۰۱۴ء، ص:۱۷۲

۱۴۔ پروین شاکر، خوشبو، نئی دہلی، شان ہند پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء، ص:۲۳۴

۱۵۔ طاہرہ پروین، ڈاکٹر، جدید شاعرات اردو، نئی فکر اور نئے راستے، انجمن تہذیب نو پبلیکشنز، الہ آباد، ص:۱۲

References in Roman Script:

1. Muhammad Tanveer, Dr, Parveen Shakir ki shayari ka tanqidi jaeza, Educational Publication house, Dehli, P:9
2. Tahira Parveen, Dr, Jadid Shayart Urdu, nae fikr awr nayee rasty, Anjuman Tehzeeb naw publications, Alah Abad, P:50
3. Feminism awr hum, Adab ki gawahi, Editor Fatma Hassan, Wada Kitab Gar 1/52 Shah Faisal Kaloni Krachi, P:93
4. Hadi Sarmadi, Tanisi Tehrik awr jaded Urdu Shayarat, include Tanisiyat awr Adab, compiled by Anwar Pasha, Arshiya Publications, Dehli, 2014, P:171
5. Parveen Shakir, Khushboo, Shan e Hind, New Dehli, 1988, P:123
6. Parveen Shakir, Inkar, Islam Abad, Murad Publications, 1990, P:35
7. Parveen Shakir, Khushboo, Shan e Hind, New Dehli, 1988, P:40
8. Parveen Shakir, Khushboo, Shan e Hind, New Dehli, 1988, P:141
9. Parveen Shakir, Sadbarg, Lahore, Ghalib Publications, 1980, P:186
10. Parveen Shakir, Sadbarg, Lahore, Ghalib Publications, 1980, P:113
11. Parveen Shakir, Inkar, Educational Publishing House, Dehli, 1997, P:36
12. Parveen Shakir, Khushboo, Shan e Hind, New Dehli, 1988, P:166
13. Hadi Sarmadi, Tanisi Tehrik awr jaded Urdu Shayarat, include Tanisiyat awr Adab, compiled by Anwar Pasha, Arshiya Publications, Dehli, 2014, P:172
14. Parveen Shakir, Khushboo, Shan e Hind, New Dehli, 1988, P:234
15. Tahira Parveen, Dr, Jadid Shayart Urdu, nae fikr awr nayee rasty, Anjuman Tehzeeb naw publications, Alah Abad, P:12